# ہوٹل میں دئیے جانے والے صابن، شیمپو وغیرہ گھر لا سکتے ہیں؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہوٹل میں گیسٹ (Guest) کو استعمال کرنے کے لیے جو صابن، شیمپو یا شاور جَیل وغیرہ دیتے ہیں، انہیں گھر لانا کیسا؟ سائل: علی رضا

## جواب

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب کسی چیز کے متعلق ملکیت یا اباحت کی صراحت نہ ہو، تو ایسی صورت میں دارومدار عُرف پر ہوتا ہے اور مختلف ہوٹلز سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق ہوٹل میں آنے والے گیسٹ (Guest) کو مہیا کیا جانے والا صابن، شیمپو یا شاور جَیل عموماً بطورِ اباحت دیا جاتا ہے، یعنی جب تک گیسٹ ہوٹل میں رہے، انہیں استعمال کر سکتا ہے، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں اِن چیزوں کو گھر لے آنا، بلا اِجازتِ شرعی دوسرے کا مال ناحق طریقے سے استعمال کرنا ہے، جو ناجائز ہے، البتہ ہوٹل وغیرہ میں دی گئی ایسی چیز کہ جس کے متعلق تملیک کی صراحت ہو، جیسے "Gift For You" وغیرہ لکھا ہو یا کوئی بھی ایسا جملہ جو ملکیت کا فائدہ دے رہا ہو، تو ایسی صورت میں اس چیز کو ہوٹل میں استعمال کرنا اور پھر گھر لانا دونوں جائز ہوں گے۔

اس سے ملتی جلتی صورت، یہ مسئلہ ہے کہ دعوت میں میزبان کی طرف سے سامنے رکھا گیا کھانا میزبان کی ملکیت پر ہی قائم رہتا ہے، مہمان کی مِلک میں نہیں ہوتا، میزبان کی طرف سے مہمان کے لیے صرف کھانے کے لیے مباح ہوتا ہے، اِسی لیے اگر دسترخوان پر کوئی فقیر آ جائے، تو مہمان کے لیے جائز نہیں کہ اسے از خود میزبان کے رکھے ہوئے کھانے میں سے کچھ دے، کیونکہ میزبان نے بطورِ اباحت کھانے کے لیے رکھا ہے، کسی کو دینے کے لیے نہیں۔

**جب کسی چیز کے متعلق ملکیت وغیرہ کی صراحت نہ ہو، تو اس کا دارومدار عُرف پر ہوگا،** چنانچہ امامِ اہلِ سُنَّت، امام اَحمد رضا خان رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”طالب علم کو لکڑیاں وغیرہ دیں کہ اپنی

کتابوں میں صرف کیجئے، ہبہ قرار پائے گا کہ یہاں عرف قاضی تملیک ہے۔۔۔اسی طرح اگر کسی کو مثلاً قاب پلاؤ یا اور کوئی عاریت کا نام کر کے دیا، تو قرض ٹھہرے گا۔۔۔اور (اگر) ان میں باہم دوستی واتحاد ہے، تو اباحت "لمکان العرف" (اباحت ہے، کیونکہ یہی عرف ہے۔)۔۔۔**بالجملہ مدار عُرف پر ہے۔**" (فتاوی رضویہ، جلد16، صفحہ92، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

**عرف وعادت فیصلہ کرنے والا ہے۔** علامہ ابن نجیم مصری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 970ھ/1562ء) لکھتے ہیں: "العادۃ محکمۃ" ترجمہ: عرف وعادت فیصلہ کرنے والا ہے۔ (الاشباہ والنظائر، صفحہ79، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

**بیان کردہ مسئلہ میں عرف اباحت کا ہے اور اباحت میں چیز دوسرے کی ملکیت میں نہیں جاتی،** چنانچہ اباحت کی شرعی حیثیت کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے:

"یصرحون فی غیر ما موضع ان المباح لہ انما یتصرف علی ملک المبیح لا حظ لہ من الملک اصلا"

ترجمہ: کئی مقامات پر علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جس کے لیے کوئی چیز مباح کی جائے، تو وہ مباح کرنے والے کی ملکیت پر ہی اسے استعمال کرتا ہے، اس کا ملکیت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ (فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ541، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

**لیکن جب عرف کے خلاف صراحت موجود ہو، تو اس کا اعتبار نہیں،** جیسا کہ شمس الآئمہ، امام سَرَخْسِی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 483ھ/1090ء) لکھتے ہیں:

"العادۃ تجعل حکما إذا لم یوجد التصریح بخلافہ، فأما عند وجود التصریح بخلافہ یسقط اعتبارہ"

ترجمہ: جب عرف وعادت کے خلاف صراحت موجود نہ ہو، تو اسے فیصلہ کرنے والا قرار دیا جائے گا، لیکن اس کے خلاف صراحت موجود ہونے کی صورت میں اس کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔ (شرح السیر الکبیر، جلد1، صفحہ208، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

**کسی کا مال ناحق کھانے کے متعلق** قرآنِ پاک میں ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! باطل طریقے سے آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔ (پ05، النساء: 29)

اس آیتِ مبارکہ کے متعلق امام ابو بکر احمد بن علی جصَّاص رازی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 370ھ/980ء) لکھتے ہیں:

”فمنع کل أحد أن یأکل مال غیرہ إلا برضاہ“

ترجمہ: لہٰذا ہر شخص کے لیے منع ہے کہ وہ کسی دوسرے کا مال اس کی رضامندی کے بغیر کھائے۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد3، صفحہ154، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مسند احمد میں فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

”لا یحل للرجل أن یأخذ عصا أخیہ بغیر طیب نفسہ وذلک لشدۃ ما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مال المسلم علی المسلم“

ترجمہ: کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کا عصا بغیر اس کی رضامندی کے لے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سختی کے ساتھ ایک مسلمان کا مال دوسرے مسلمان پر حرام فرمایا ہے۔ (مسند احمد، جلد39، صفحہ19، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

دعوت کے کھانے میں بھی اباحت ہوتی ہے، تملیک نہیں، کھانا میزبان کی ملک پر رہتے ہوئے ہی کھایا جاتا ہے اور مہمان کو صرف کھانے کی اجازت ہوتی ہے، چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے: ”دعوت کا کھانا کھاتے وقت بھی میزبان ہی کی مِلک پر کھایا جاتا ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد2، صفحہ530، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

یونہی بہارِ شریعت میں ہے: ”دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے، سائل نے مانگا، اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دے دے، کیونکہ اس نے اس کے کھانے کے لیے رکھا ہے، اس کو مالک نہیں کردیا کہ جس کو چاہے دے دے۔“ (بہارِ شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ393، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

**مجیب:** مفتی محمد قاسم عطاری

**فتوی نمبر:** FSD-9469

**تاریخ اجراء:** 26صفر المظفر1447ھ/21اگست2025ء